مولانا عبد الحق چوہان

قسط اول

عام الجماعت

اسلامی تقویم میں بعض مہینے خاص وقائع کے ظہور کے باعث خصوصی امتیازات کے حامل ہیں ماہ ربیع الاول میں بعض ایسے وقائع کا ظہور ہوا کہ جنکی وجہ سے اس ماہ کو ایک خاص خصوصیت حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ولادت شریفہ اسی مبارک ماہ میں ہوئی پھر آپ کی وفات کا حادثۂ عظیمہ بھی امت کو اسی مہینہ میں پیش آیا۔ اس کے بعد خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکرؓ کی خلافت راشدہ کا انعقاد بھی اسی ماہ میں ہوا۔ اس کے بعد ایک اور واقعہ کہ جسکو امت کی اجتماعی قوت میں ایک ایسی اہمیت حاصل ہے کہ جس کی وجہ سے وہ سال ہی "عام الجماعت" کے نام سے موسوم ہوا۔ اس واقعہ کا ظہور بھی اسی ماہ میں ہوا۔ اس واقعہ کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ اسلام نے جب سسکتی ہوئی انسانیت کو اپنے آغوش رأفت میں لیا اور جبر و استبداد کی چکی میں پستے ہوئے انسانوں کو دعوت نبوت سے آشنا کیا۔ دعوت نبوت کا یہ پیغام اور حریت انسانیت کا یہ منشور قیصر و کسریٰ کی جابرانہ ملوکیت کے لئے پیغام موت ثابت ہوا۔ اور ان کے سینہ پُر کینہ میں اسلام کے خلاف حسد بغض اور عداوت کی دہکتی ہوئی آگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ جب ان کو میدان مبارزت میں مسلمانوں سے پے در پے شکست حاصل ہوئی تو انہوں نے مراد بر آری کے لئے پردۂ نفاق اور زیر زمین سازش کے ذریعہ مسلمانوں کی قوت اجتماعی کو اختلاف و انشقاق کی فضا میں تحلیل کرنے کی سعی مذموم کا ارتکاب کیا۔

كانوا يحملون بين جوانحهم حقد متاججة تحملهم على تبييت كل شر ضد هذا النور الوهاج و لما استيقنت انفسهم انهم لايستطيعون الوقوف بالقوة امام هذا السيل المجارف لكل مبطل و هارف سلكوا طريق الاحتيال في الوصول الى امانيهم فاندسوا بين المسلمين متاظاهرين بالورع الكاذب مستنشرين انواع الفتن بين الصحابة و التابعين

(مقدمہ کشف اسرار الباطنیہ و اخبار القرامطہ ص۱۸۲ از علامہ زاهد کوثری)

ترجمہ: اور یہ لوگ اسلام کے خلاف اپنے سینوں میں حسد کی بھڑکتی ہوئی آگ کو اٹھائے ہوئے تھے اور اس حسد کی آگ نے ان کو اسلام کے اس روشن نور کے خلاف شر و فساد کی تحریک جاری کرنے پر ابھارا۔ اور جب ان کو اس حقیقت کا یقین حاصل ہو گیا کہ وہ اسلام کے سیل رواں کے آگے جو کہ ہر باطل قوت کو بہا

کر لے جارہا ہے۔ زور بازو اور قوت کی بنیاد پر نہیں ٹھہر سکتے تو انہوں نے مراد برآری کیلئے حیلہ سازی کا راستہ اختیار کیا اور منافقانہ طور پر جھوٹی پرہیزگاری ظاہر کر کے مسلمانوں میں گھس گئے۔ پھر صحابہ و تابعین کے درمیان فتنہ پردازی کی آگ کو بھڑکایا

اسلام کے خلاف اس تحریک کا مؤسس اور بانی یمن کا یہودی عبداللہ بن سبا ہے اسی کی تحریکی سازش سے شہادت امام مظلوم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا حادثہ فاجعہ پیش آیا۔ اس کے بعد اسی یہودی کی بھڑکائی ہوئی آگ کے مہیب شعلے حادثہ جمل اور محاربۂ صفین کی صورت میں ظاہر ہوئے اور اسی یہودی تحریک کی کوکھ سے نکلی ہوئی تحریک خوارج خلیفہ رابع سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر منتج ہوئی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب مصلح امت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سریر آراء خلافت ہوئے تو ان کے مبایعین نے پھر کوشش کی کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان آتش محاربہ کو بھڑکایا تاکہ اس اندرونی آویزش کے باعث اسلام کی اشاعت کا دائرہ محدود تر ہوجائے حالانکہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس اندرونی آویزش کے متعلق یہ مشورہ دیا تھا

> یا ابت دع ھذا! اے اباجان آپ اس ارادہ سے باز رہیں کیونکہ اس راہ میں مسلمانوں کا بڑا خون بہے گا اور ان کے درمیان اختلافات اور صف آرائی کا غیر مختتم سلسلہ شروع ہوجائیگا۔
>
> (البدایہ ص۲۲۹، ۲۳۰ ج۷ بحوالہ "المرتضیٰ" ص۳۵۰)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

> و الحسن کان دائما یشیر علیٰ علیّ بترک القتال
>
> (منہاج السنہ ص۱۲۱ ج۲)

ترجمہ: اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہمیشہ اپنے والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ترک قتال کا ہی مشورہ دیتے تھے۔

تاریخی روایات میں ہے کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت مکمل ہوگئی تو قیس بن سعد نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اصرار کیا کہ اہل شام سے جنگ کرنے کے لئے پیش قدمی کیجائے آپ طبعاً مسلمانوں کی خانہ جنگی سے متنفر تھے اور ساتھ ہی آپ کو شیعان علی کے خمیر نفاق اور تلون مزاجی کا بھی یقینی طور پر علم تھا۔ مبایعین کے اصرار کے بعد جب آپ نے اہل شام سے محاربہ کیلئے خطبہ جہاد ارشاد فرمایا تو شیعان علی اس بلیغ خطبہ سے کس قدر متاثر ہوئے بقول باقر مجلسی

> ایشاں را بسوئے جہاد آں شر شجرۂ ملعونہ کفر و عناد دعوت نمود ہیچ یک از اصحاب آنحضرت جواب نگفتند
>
> (جلاء العیون ص۲۵۱، از باقر مجلسی لعنہ اللہ و جعل قبرہ حفرۃ من النار)

ترجمہ: آپ نے ان کو کفر و عناد کے ملعون درخت (اگر بدبخش یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کے پھل کی طرف جہاد کرنے کیلئے جانے کی دعوت دی لیکن آنجناب کے اصحاب میں سے کسی ایک شخص نے بھی اس دعوت پر لبیک نہ کہا۔

انہی روافض کی روایت کے مطابق آپ نے بہت ہی جدوجہد اور ترغیبی مواعظ سے حضرت معاویہ کے مقابلہ کیلئے ایک لشکر تیار کیا لیکن رؤساء عسکر کی وفاداریاں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ کس قدر تھیں اور آپ کے ساتھ وہ کتنے با اخلاص تھے بقول مجلسی ملعون

اکثر روساء لشکر آنحضرت بمعاویہ نوشتند کہ ما مطیع ومنقاد توئیم پس زود متوجہ عراق شو چوں نزدیک رسی ما حسن را گرفتہ بتو تسلیم می کنم

(جلاء العیون ص ۲۵۳)

ترجمہ: حضرت حسن کے لشکر کے اکثر امراء نے حضرت معاویہ کو لکھا کہ ہم آپ ہی کے تابعدار اور فرماں بردار ہیں آپ جلد ہی عراق کی طرف پیش قدمی کریں جوں ہی آپ ہمارے قریب پہنچیں گے ہم حسن کو گرفتار کرکے آپ کے حوالہ کردیں گے۔

اور ساتھ ہی آپ کے لشکر کے کئی سردار آپ سے بے وفائی کرکے معاویہ کے پاس چلے گئے حتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دست راست اور عم زاد بھائی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی معاویہ سے رشوت لیکر بے وفائی کرگئے۔ پھر حضرت معاویہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف ایک خط روانہ کیا اور اسی خط میں ان تمام لوگوں کے نام تحریر کردیئے جنہوں نے پوشیدہ طور پر حضرت معاویہ سے رابطہ قائم کیا ہوا تھا

پس معاویہ نامہ دیگر بحضرت نوشت نامہائے منافقاں اصحاب آنحضرت را کہ بہ او نوشتہ بودند و اظہار اطاعت کردہ بودند با نامہ خود بزد آنحضرت فرستاد در نامہ نوشت کہ اصحاب تو با پدرت موافقت نکردند با تو نیز موافقت نخواہند کرد اینکہ نامہائے ایشانست کہ برائے تو فرستادم

(جلاء العیون ص ۲۵۳)

ترجمہ: پھر معاویہ نے حضرت حسن کے پاس ایک خط لکھا اور اسی خط میں ان لوگوں کے نام بھی تحریر کئے جنہوں نے پوشیدہ طور پر حضرت معاویہ کی فرماں برداری قبول کی ہوئی تھی اور ساتھ یہ بھی لکھا کہ ان لوگوں نے آپ کے والد کے ساتھ وفا نہیں کی تھی اور آپ کے ساتھ بھی نہیں کریں گے آپ کے پاس ان لوگوں کے نام تحریر کرکے ارسال کر رہا ہوں جنہوں نے میرے ساتھ موافقت کی ہوئی ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ خط پہنچا تو انہوں نے اپنے لشکر کو جمع کر کے خطاب کیا اور ان سے اتمام حجت کے طور پر فرمایا کہ کل فلاں جگہ پر جمع ہونا۔ آپ دس یوم تک انتظار میں رہے لیکن سوائے چار ہزار افراد کے کوئی بھی حاضر نہ ہوا۔ ان حالات کے مشاہدہ کرنے کے بعد آپ نے برسر منبر فرمایا

واے بر شما بخدا سوگند کہ معاویہ وفا نخواہد کرد بانچہ ضامن شدہ است از برائے شما در کشتن من برائے شما می خواہم کہ دین حق برپا دارم یاری من نکردید من عبادت خدا تنہا می توانم کرد

(جلاء العیون ص ۲۵۴)

تم پر افسوس ہے خدا کی قسم معاویہ نے تمہارے ساتھ میرے قتل کرنے پر جو وعدے کئے ہیں ان کو پورا نہیں کرے گا۔ میں تو چاہتا تھا کہ دین حق کی حکومت قائم کروں لیکن تم لوگوں نے میرے ساتھ تعاون نہیں کیا۔ اب میں تنہا ہی خدا کی عبادت کروں گا۔

اور ساتھ اپنی درماندگی اور عجز کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

اگر یاوری میداشتم کار را بمعاویہ نمی گذاشتم زیرا کہ بخدا و رسول سوگند یاد می کنم کہ خلافت بر بنی امیہ حرام است پس اف باد بر شما اے بندگان دنیا بزودی و بال اعمال خود را خواہید یافت

(جلاء العیون۔ ص ۲۵۴)

ترجمہ: اگر تم میرے ساتھ تعاون کرتے تو میں امور خلافت معاویہ کے ہاتھ ہرگز سپرد نہ کرتا۔ کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کی قسم کہ بنی امیہ کیلئے خلافت حرام ہے۔ پس افسوس ہے تم پر اے دنیا کے پرستارو تم اپنے اعمال کی سزا جلد ہی پاؤ گے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ان پُردرد اور الم انگیز خطبات سے شیعان علی کے دل ذرہ برابر بھی متاثر نہ ہوئے آخر مجبور ہو کر آپ نے عبد اللہ بن الحارث کے ذریعہ معاویہ کے پاس صلح بھیجا اور ان ہی کے ذریعہ صلح نامہ تحریر کرایا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ کے ساتھ صلح کرنے کا ارادہ کیا تو زید بن وہب جہنی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اسوقت مدائن میں تھے اور اس خنجر کے زخم کی شدید تکلیف میں مبتلیٰ تھے جو کہ آپ کو اپنے گروہ کے ایک فرد جراح بن سنان نے مارا تھا۔ زید نے سوال کیا کہا کہ اے ابن رسول لوگ حیران اور پریشان ہیں کہ آپ معاویہ کے ساتھ مصالحتہ کرنا چاہتے ہیں تو اس سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا

بخدا سوگند کہ معاویہ از برائے من بہتر ست ازیں جماعت اینہا دعوی می کنند کہ شیعہ من اند و ارادہ قتل من کردند و مال مرا غارت کردند بخدا سوگند کہ اگر از معاویہ عہدے بگیرم و خون خود را حفظ کنم و ایمن گردم در اہل و عیال خود بہتر است از برائے من از انکہ اینہا مرا بکشند و ضائع شوند اہل و عیال و خویشان من بخدا سوگند کہ

اگر من بمعاویہ جنگ کنم ہر آئینہ ایشاں مرا بدست خود می گیرند بمعاویہ می دہند۔

(جلاء العیون۔ ص ۲۶۱)

خدا کی قسم اس جماعت سے میرے لئے معاویہ بہتر ہے ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ یہ میرے شیعہ ہیں لیکن ان کا ارادہ یہ ہے کہ یہ مجھے قتل کریں گے۔ میرا مال و متاع انہوں نے لوٹ لیا ہے۔ خدا کی قسم اگر معاویہ کے ساتھ میں معاہدہ کرلوں تو میں محفوظ ہوجاؤں گا اور اپنے اہل و عیال کی حفاظت کا بھی مجھے اطمینان حاصل ہوجائیگا۔ معاویہ کے ساتھ اس طرح کا معاہدہ کرنا میرے لئے اس سے بہتر ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کردیں میرے اہل و عیال اور خویش و اقارب بھی ضائع ہوجائیں۔ خدا کی قسم اگر میں معاویہ کے ساتھ جنگ کروں تو یہ لوگ خود پکڑ کر ہی مجھے معاویہ کے حوالہ کردیں گے۔

روافض کی ان خرافاتی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حالات کی مجبوری کے تحت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مصالحت اختیار کی تھی۔ تحریک سبائیت کی تمام تر مساعی کا محور اور مرکزی نقطہ صحابہ کی عظمت کو کم کرنا اور ان کے اعلیٰ مقاصد کو اس انداز سے پیش کرنا ہے کہ امت کے قلوب میں ان کی اہمیت کا ادراک ہی نہ ہوسکے۔ روافض کی ان روایت میں بھی اسی مقصد کی ترجمانی کی گئی ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام مصالحت کتنا عظیم الشان ہے کہ جس کے باعث امت افتراق و انشقاق کی دہکتی ہوئی آگ سے نکل کر راحت و سکون اتفاق و اجتماع کی آغوش رأفتہ میں آگئی۔ اور ریحانۃ النبی ﷺ کے اس اقدام کے باعث امت کو جس طرح کی وحدت کا ثمرۂ شیرین حاصل ہوا اس مسرت و ابتہاج کی بنا پر یہ سال ہی "عام الجماعت" کے نام سے موسوم ہوا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام چونکہ تحریک سبائیت کیلئے پیغام موت ثابت ہوا ہے اس لئے اس کی اہمیت کو کم کرنے کیلئے اس طرح کی روایات وضع کی گئیں کہ جن سے یہ تأثر پیدا ہو کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام کسی اعلیٰ مقصد کے حصول کی بنیاد پر نہیں تھا۔ بلکہ محض حالات کی مجبوری سے آپ نے خلافت سے دست برداری اختیار کرلی۔ حالانکہ آپ خود ہی اس اقدام کے مصالح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اخترت ثلاثا علی ثلاث الجماعۃ علی الفرقۃ و حقن الدماء علی سفکھا و العار علی النار

(حیوۃ الحیوان۔ ص۸۲ ج۱)

میں نے تین چیزوں کو تین چیزوں پر ترجیح دی ہے اتفاق کو تفرقہ پر۔ حفاظت خون کو خوں ریزی پر۔ اور ملامت کو آگ پر۔

اتنی بات تو مسلم ہے کہ آپ کے والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو جن لوگوں نے اپنے دائرہ میں احاطہ کر رکھا تھا ان میں نفاق اور تلون مزاجی کا عنصر غالب تھا۔ لیکن آپ کے زیر اقتدار صرف کوفہ ہی تو نہیں تھا عالم اسلام کے اطراف میں آپ کے مخلصین کی اکثریت موجود تھی۔ جو کہ آپ کے اشارہ ابرو پر کٹ مرنے کو تیار تھے۔ ابو داؤد الطیالسی زبیر بن نفیر الحضرمی سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں

کہ انہوں نے کہا

میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا: لوگوں کا خیال ہے کہ آپ خلافت چاہتے ہیں فرمایا عربوں کی کھوپڑیاں میرے ہاتھ میں تھیں جس سے میں صلح کرتا وہ صلح کرتے اور جس سے میں جنگ کرتا وہ جنگ کرتے مگر میں نے اس کو (حکومت کو اللہ کی رضاء جوئی کیلئے چھوڑ دیا۔ کیا اب میں پھر حجاز کے اطراف میں اس آگ کو بھڑکاؤں گا۔

(البدایہ ص۴۲ ج۸ بحوالہ المرتضیٰ ص۳۵۵)

روافض کی ان خرافات اور تاریخی روایات سے قطع نظر اصح الکتب بعد کتاب اللہ الجامع الصحیح لمحمد بن اسمعیل البخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صلح کی اولا پیشکش ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہوئی۔ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان عظیم مقاصد کے حصول کے پیش نظر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس پیشکش کو کمال مسرت وابتہاج سے قبول کرکے اپنے نانا سید المرسلین خاتم المعصومین الصادق المصدوق ﷺ کی اس پیش گوئی کو سچا کیا۔

قال الحسن و لقد سمعت ابابکرة یقول رئیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر و الحسن بن علی الی جنبہ و ھو یقبل علی الناس مرة و علیہ و اخری و یقول ان ابنی ھذا سید لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین

(البخاری ص۳۷۳ ج۱)

ترجمہ: حضرت حسن بصری فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر دیکھا۔ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں تھے۔ کبھی آپ مجمع کی طرف دیکھتے اور کبھی ان کی طرف اور فرماتے میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ عنقریب اللہ تعالی اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔

بخاری کی وہ روایت کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مصالحت کی پیشکش اولا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پیش کی یہ

استقبل و اللہ الحسن بن علی علی معاویہ بکتائب کا مثال الجبال۔ فقال عمرو بن العاص انی اری کتائب لا تولی حتی تقتل اقرانھا فقال لہ معاویہ کان و اللہ خیر الرجلین

ترجمہ: خدا کی قسم حضرت معاویہ کے مقابلہ پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ پہاڑوں جیسے لشکر لے کر آئے۔ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایسے لشکر دیکھتا ہوں جو اپنے مقابل لوگوں کو قتل کے بغیر منہ نہیں پھیریں گے۔

(باقی آئندہ)